5 اپریل 1961

ازعدالت الاعظمی

اکبر خان عالم خان ودیگر
بنام
یونین آف انڈیا ودیگران

(بی پی سنہا، چیف جسٹس، ایس کے داس، اے کے سرکار، کے سی داس گپتا اور این راجا گوپالا آئینگر، جسٹسز)

شہریت۔ ہندوستانی شہریوں کے طور پر حقوق کے استقرار کیلئے مقدمہ۔ دیوانی عدالت کا دائرہ اختیار۔شہریت ایکٹ، 1955(57 آف 1955)، دفعہ 9(2)۔

دیوانی عدالت کو شہریت قانون 1955 کی دفعہ 9(2) کے تحت فیصلہ کرنے سے روک دیا گیا ہے، جسے قانون کے تحت بنائے گئے قواعد کے قاعدہ 30 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، یہ سوال ہے کہ آیا کسی شخص نے دوسرے ملک کی شہریت کب یا کیسے حاصل کی ہے۔ انہیں کسی شخص کی قومیت سے متعلق دیگر سوالات کا تعین کرنے سے نہیں روکا جاتا ہے۔

جہاں، اس لیے، ایک مقدمہ اس استقرار کے لیے لایا گیا کہ اپیل کنندگان ہندوستانی شہری ہیں، جہاں انہوں نے خود غیر ملکی شہریت کے حصول کا سوال اٹھایا تھا، اس بنیاد پر مزاحمت کی گئی کہ وہ کبھی بھی ہندوستانی شہری نہیں تھے، اور نیچے کی عدالتوں نے اس مقدمے کو مکمل طور پر مسترد کر دیا۔

یہ مانا گیا کہ درج ذیل عدالتیں یہ فیصلہ دینے میں غلطی کر رہی تھیں کہ ایکٹ کی دفعہ 9(2) کے ذریعے اس مقدمے کو مکمل طور پر روک دیا گیا تھا۔

انہیں اس سوال کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا کہ آیا اپیل کنندگان کبھی ہندوستان کے شہری تھے اور اگر نتیجہ ان کے حق میں تھا تو اس وقت تک مقدمے پر روک لگانی چاہیے تھی جب تک کہ مرکزی حکومت یہ فیصلہ نہ کرلے کہ آیا ایسی شہریت ترک کی گئی ہے اور اگر نتیجہ اپیل کنندگان کے خلاف تھا تو مقدمہ خارج کردیا گیا۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : 1961 کی دیوانی اپیل نمبر 18۔

1959 کی دوسری اپیل نمبر 473 میں اندور میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 23 جنوری 1960 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے زیڈ ایف بوٹ والا، ایدا یراتھنم اور ایس ایس شکلا۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل آف انڈیا، بی سین اور ٹی ایم سین، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

ایچ ایل کھسکلم اور آئی این شراف، جواب دہندگان نمبر 2 کے لیے، 3.

5 اپریل 1961 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس سرکار ۔ یہ اپیل یہ سوال اٹھاتی ہے کہ کیا اپیل گزاروں کی طرف سے دائر مقدمہ اس بنیاد پر مناسب طریقے سے خارج کیا گیا تھا کہ دیوانی عدالت کو اس پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ درج ذیل عدالتوں نے فیصلہ دیا کہ مقدمے کی سماعت کے لیے دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو شہریت ایکٹ 1955 کی دفعہ 9 کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔

اپیل گزاروں نے یہ دعوی کرنے کے لیے مقدمہ دائر کیا تھا کہ وہ ہندوستان کے شہری ہیں اور مدعا علیہان کو انہیں ہندوستان سے ہٹانے سے روکنے کے حکم نامے کے لیے۔ مدعا علیہان یونین آف انڈیا، ریاست مدھیہ پردیش اور جھبوا، مدھیہ پردیش میں ضلع مجسٹریٹ تھے۔ اپیل گزاروں نے

شکایت میں کہا کہ وہ ہندوستان کے شہری ہیں اور ایسے شہری ہونے سے باز نہیں آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 1953 کے آغاز میں وہ بغیر پاسپورٹ کے عارضی دورے پر پاکستان گئے لیکن جب وہ واپس آنا چاہتے تو انہیں پاکستانی پاسپورٹ حاصل کرنے پر مجبور کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ پاسپورٹس صرف ہندوستان واپسی کو محفوظ بنانے کے لیے ایک آلے کے طور پر حاصل کیے تھے اور واقعی ان کی مرضی کے خلاف پاسپورٹ حاصل کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے پاکستان کی شہریت حاصل کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے پاس پورٹس کی منسوخی اور ہندوستان میں مستقل طور پر رہنے کی اجازت حاصل کرنے کی تمام کوششیں کیں لیکن ناکام رہے۔

انہوں نے کہا کہ ریاست مدھیہ پردیش نے 11 نومبر 1955 کو فارنرز ایکٹ 1946 کی دفعہ 3(2) کے تحت انہیں ملک چھوڑنے کا حکم دیا تھا۔ ان کا دعوی ہے کہ یہ حکم غیر قانونی اور بلا جواز تھا کیونکہ وہ غیر ملکی نہیں تھے۔

مدعا علیہان کی طرف سے دائر تحریری بیان میں کہا گیا تھا کہ اپیل کنندگان نے مارچ اور مئی 1948 کے درمیان ہندوستان چھوڑ دیا تھا، اور وہ پہلی بار 1955 کے اوائل میں عارضی پاکستانی پاسپورٹ پر واپس آئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ انہیں ہندوستان میں رہنے کے لیے دیے گئے اجازت ناموں میں وقتاً فوقتاً اور بالآخر اکتوبر 1955 تک توسیع کی گئی اور اس کے بعد انہیں ہندوستان چھوڑنے کے احکامات جاری کیے گئے۔ مدعا علیہان نے مزید کہا کہ اپیل گزار ہندوستان کے شہری نہیں تھے کیونکہ انہوں نے رضاکارانہ طور پر اس ملک سے پاسپورٹ حاصل کر کے پاکستانی شہریت حاصل کی تھی۔

یہ مقدمہ خارج کر دیا گیا تھا کیونکہ اسے شہریت قانون کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (2) کی دفعات کے پیش نظر برقرار رکھنے کے قابل نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔ وہ ذیلی دفعہ ان شرائط میں ہے :

دفعہ 9(2)۔ "اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی شخص نے کسی دوسرے ملک کی شہریت کب یا کیسے حاصل کی ہے، تو اس کا تعین اس طرح کے اتھارٹی کے ذریعے کیا جائے گا، اور اس طرح کے شواہد کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو اس سلسلے میں مقرر کیے جائیں۔"

اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کا قاعدہ 30 فراہم کرتا ہے کہ اس طرح کے سوال کا تعین مرکزی حکومت کرے گی، جو اس مقصد کے لیے قواعد کے شیڈول III میں بیان کردہ شواہد کے قواعد کا احترام کرے گی۔

ہمیں یہ واضح نظر آتا ہے کہ شہریت قانون کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (2) دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو وہاں مذکورہ سوال کی سماعت کرنے سے روکتی ہے کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ ان سوالات کا تعین مقررہ اتھارٹی کے ذریعے کیا جائے گا جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اس کا فیصلہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ تاہم، واحد سوال جس کا تعین کرنے سے شہری عدالت کو شہریت قانون کی دفعہ 9(2) کے ذریعے روکا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ہندوستان کے شہری نے کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کی ہے یا اس نے اسے کب یا کیسے حاصل کیا ہے۔ دیوانی عدالتوں کو اس شق کے ذریعے کسی شخص کی قومیت سے متعلق دیگر سوالات کا تعین کرنے سے نہیں روکا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل گزاروں کے مقدمے نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا انہوں نے پاکستان کی شہریت حاصل کر کے یونین آف انڈیا کی ہندوستانی شہریت کھو دی ہے۔ اپیل گزاروں نے خود اپنی عرضی میں استدعا کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا تھا کہ انہوں نے رضا کارانہ طور پر پاکستان کی شہریت حاصل نہیں کی تھی۔ اس حد تک، یہ ماننا ہوگا کہ اپیل کنندہ کا مقدمہ روک دیا گیا تھا۔ تاہم ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس مقدمے نے دوسرے سوالات بھی اٹھائے ہیں۔ اپیل گزاروں کے ہندوستان کی شہریت کے دعوے کی اس بنیاد پر مخالفت کی گئی کہ 1948 میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے کبھی ہندوستانی شہریت حاصل نہیں کی تھی۔ اس کی پیروی آئین کے آرٹیکل 7 سے ہو سکتی ہے۔ اس سوال کا فیصلہ کرنے کا دیوانی عدالت کا دائرہ اختیار کسی بھی طرح سے شہریت قانون کی دفعہ 9 (2) سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ پورا مقدمہ خارج نہیں ہونا چاہیے تھا۔ درج ذیل عدالتوں کو اس سوال کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا کہ آیا اپیل کنندگان کبھی ہندوستانی شہری نہیں تھے۔ اگر اس سوال کا جواب ہاں میں دیا جائے تو مزید کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا اور مقدمہ خارج کرنا پڑے گا۔ اگر یہ پایا جاتا کہ اپیل کنندگان 26 جنوری 1950 کو ہندوستانی شہری تھے، تو صرف یہ سوال پیدا ہوتا کہ کیا انہوں نے اس شہریت کو ترک کر دیا تھا اور غیر ملکی شہریت حاصل کی تھی۔ اس سوال کا فیصلہ عدالتیں نہیں کر سکتیں۔ اس کے بعد عدالت کے لیے مناسب بات یہ ہوتی کہ اس مقدمے پر اس وقت تک روک لگائی

جائے جب تک کہ مرکزی حکومت اس سوال کا فیصلہ نہ کر لے کہ آیا اپیل گزاروں نے اپنی ہندوستانی شہریت ترک کر دی ہے اور غیر ملکی شہریت حاصل کر لی ہے اور پھر باقی مقدمے کو اس انداز میں نمٹا دیا جائے جس کا مرکزی حکومت کا فیصلہ جواز پیش کرے۔ مدعا علیہان کی طرف سے پیش ہونے والے معروف اٹارنی جنرل، مقدمے میں مدعا علیہان نے اس موقف کو تسلیم کیا۔انہوں نے یہ دعوی نہیں کیا کہ اس مقدمے میں اس کے علاوہ کوئی اور رکاوٹ ہے جو شہریت قانون کی دفعہ 9 کے ذریعے پیدا کی گئی ہے۔

ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ اس مقدمے کو نمٹا تا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپیل گزاروں کے ماہر وکیل کے کچھ دلائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیے۔ انہوں نے پہلے دلیل دی کہ یہ تب ہی ہوتا ہے جب کسی قانون کے ذریعے کوئی حق تشکیل دیا جاتا ہے اور اس قانون کے ذریعے اس حق کے تعین کے لیے ایک ٹریبونل قائم کیا جاتا ہے کہ اس حق سے متعلق سوال کے حوالے سے دیوانی عدالت کا دائرہ اختیار چھین لیا جاتا ہے اور اس لیے اپیل گزاروں کے مقدمے کی سماعت کے لیے یونین آف انڈیا کا دائرہ اختیار نہیں چھین لیا گیا۔ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک مجاز مقننہ دیگر سوالات کی سماعت کے لیے بھی دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو چھین سکتا ہے۔ کوئی اختیار نہیں دکھایا گیا ہے کہ ایسا نہیں کیا جاسکتا۔

ان کی طرف سے پیش کی گئی ایک اور دلیل یہ تھی کہ اپیل گزاروں کو یہ فیصلہ کرنے کے لیے مرکزی حکومت سے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں تھا کہ آیا انہوں نے اپنی ہندوستانی شہریت کھو دی ہے اور اس لیے اپیل گزاروں کو یہ فیصلہ کرنے کے لیے دیوانی عدالت کا سہارا لینے کا حق نہیں سمجھا جاسکتا کہ اس سوال کو روکا گیا ہے۔ ریلائنس کو شرافت علی خان بنام اسٹیٹ آف یوپی (اے آئی آر 1960 الہ آباد 637) پر اس تنازعہ کی حمایت میں رکھا گیا تھا۔ یہ سوال واقعی اس لیے پیدا نہیں ہوتا کہ جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر اٹارنی جنرل نے اپیل گزاروں کو سوال کے فیصلے کے لیے مرکزی حکومت کو درخواست دینے کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ اس رعایت کے علاوہ بھی شرافت علی خان بنام ریاست یوپی (اے آئی آر 1960 الہ آباد 637) میں ظاہر کردہ نظریہ سنگین شک کے لیے کھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملے کے حالات میں ہم اس معاملے پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

پہلے بیان کردہ وجوہات کی بناء پر، ہم نیچے دی گئی عدالتوں کے احکامات اور فیصلوں کو ایک طرف رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ مقدمے کی سماعت کی جائے اور اس میں اٹھائے گئے تمام سوالات پر فیصلہ کیا جائے سوائے اس سوال کے کہ آیا اپیل گزاروں نے کچھ عرصے سے ہندوستانی شہری ہونے کی وجہ سے اس شہریت کو ترک کر دیا ہے اور غیر ملکی شہریت حاصل کی ہے۔ اگر عدالت کو معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندگان کبھی ہندوستانی شہری نہیں تھے، تو اس کے ذریعے مقدمہ خارج کر دیا جائے گا۔ اگر دوسری طرف، عدالت کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی شہری تھے، تو عدالت اس وقت تک مقدمے کی مزید سماعت پر روک لگائے گی جب تک کہ مرکزی حکومت یہ فیصلہ نہیں کرتی کہ آیا اپیل گزاروں نے بعد میں غیر ملکی شہریت حاصل کی تھی اور اس کے بعد اسے ایسے حکم کے ذریعے نمٹا دیا جائے جو مرکزی حکومت کا فیصلہ جواز پیش کرے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document